http://ataunnabi.blogspot.in

فلاح دارین

مفت سلسلہ اشاعت کتب

الفتاوی الشاذلیہ

ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم

مؤلف

مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، رئیس دارالافتاء جامع طوبیٰ)

ناشر

طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ھیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نام کتاب: ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم

مؤلف کا نام: مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

تعداد: ۲۰۰۰ (دو ہزار)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جمادی الاول ۱۴۳۲ھ ، اپریل 2011ء

جامع مسجد طوبیٰ ودارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر۔15

0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے

جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

07735415048

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرض مدعا

الحمد للّٰه والصلاة والسلام علی رسول اللّٰه وعلی آله وأصحابه وأهل بيته وذريته أجمعين. أما بعد

الحمد للہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعت کتب بنام **"فلاح دارین"** کی پندرہویں کتاب **"ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب ہذا میں دورِ جدید کی ایک جدید کاروباری صورت کے مسئلہ کے بارے میں مکمل شرعی رہنمائی کی گئی۔ مطالعہ کیجئے اور شرعی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

جو حضرات "فلاح دارین" کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ 200 روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کردی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

تمہید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اسلام عالمگیر مذہب ہے اور اس نے جس انداز میں انسانیت کی رہنمائی کا سامان فراہم کیا، دنیا کے دیگر مذاہب ونظریات اس سے عاری ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کفار واغیار ہنود ویہود اندرونی انتشار وافتراق کے باوجود اسلام دشمنی میں متحد نظر آتے ہیں، کبھی مسلمانوں کی اخلاقیات کو پست کرنے کے لئے تہذیب ورسوم کا سہارا لے کر مسلمانوں کی معاشرت خراب کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں، تو کبھی تنگ نظری وقدامت پسندی کا طعنہ دے کر مذہبی بے راہ روی کو پروان چڑھانے کی سازشیں کی جاتی ہیں، اور کبھی غربت وافلاس سے ڈرا دھمکا کر مسلمانوں کو سودی معاملات میں پھنسا دیا جاتا ہے، اور حیلہ سازی وفریب کاری سے مسلمانوں کو خوب لوٹا جاتا ہے، اور نفع ونقصان کی گھتیاں اس قدر الجھا دی جاتی ہیں کہ عامی مسلمان نقصان کو نفع اور نفع کو نقصان گرداننے لگتا ہے، بلکہ بعض اہل علم حضرات بھی ان کے دام فریب سے بچ نہیں پاتے اور دانستہ یا نادانستہ ان کے ہمنوا بن جاتے ہیں۔

دنیا بھر میں ملٹی لیول مارکیٹنگ Multi level Marketing طریقہ پر کاروبار ہو رہا ہے، اور دنیا اس کے مفاسد ومضرات سے صرف نظر کر کے اس میں شامل ہو رہی ہے، بلکہ مسلمان بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں، عوام کالانعام کا حال تو یہ ہے کہ وہ حلال وحرام کی تمیز سے قطع نظر اس میں شامل ہیں، بعض محتاط مسلمان بھی صرف حصول نفع کے لئے اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور آخرت کے بدلے دنیا خریدتے ہیں۔ پاکستان میں مختلف کمپنیاں اس طریقہ کار پر اپنے کاروبار لے کر آئیں، نام کے اختلاف کے باوجود طریقہ کار سب کا ایک ہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تھا۔اس بارے میں مسلمانوں میں تشویش تھی،کہ آیا کاروبار کا یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے منافی تو نہیں ؟اس سے ملنے والی رقم حلال وطیب بھی ہے یانہیں ؟بعض اہل علم حضرات نے اس کے جواز کی بات کی اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس میں شامل ہوگئی اور ہورہی ہے۔ایسے میں فقیہ العصر،رئیس الفقہاء،استاذ العلماء،شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی دام ظلہ العالی نے مسلمانوں کی اصلاح،اور انہیں آخرت کی رسوائی وپریشانی سے بچانے کی خاطر ''ملٹی لیول مارکیٹنگ'' پرسہل ومفصل کلام کیا،تاکہ مسلمان ان کمپنیوں کے دام فریب سے کسی طور بچ جائیں ۔اور اپنے ہاتھوں اپنی بربادی وتباہی کا سامان نہ خریدیں ۔حضرت قبلہ مفتی صاحب دام ظلہ العالی نے اولاً تو اس کاروبار کی شرعی حیثیت کو بیان کیا،اوراس کے ناجائز ہونے کی وجوہات بیان کیں۔پھراہل علم کی طرف سے پیش کئے گئے جواز کے دلائل کو بیان کرکے ان کا رد کیا۔انداز سہل وآسان رکھا کہ مقصود مسئلہ مجوثہ پر صرف علمی تحقیق ہی نہیں بلکہ نفع مسلمین ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب منیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت قبلہ مفتی ابوبکر صدیق صاحب دام ظلہ العالی کو عمر خضر عطا فرمائے،اوران مقام ومرتبہ کو بلند فرمائے۔اوراس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لئے باعث نفع فرمائے۔

محمد فرمان ذیشان

مفتی دارالافتاء جامع طوبیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الاستفتاء:

کیا فرماتے علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ فی زمانہ کاروبار کی جدید صورتوں میں سے ایک صورت ملٹی لیول مارکیٹنگ کی بھی ہے۔ اس کا طریقہ کار درج ذیل سطور میں بیان کیا جاتا ہے۔

''وہ کمپنیاں جو نیٹ ورک مارکیٹنگ کو اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے استعمال کر رہی ہیں، اُن کا مطمحِ نظر یہ ہوتا ہے کہ وہ مصنوعات کی تشہیر کے لئے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر لاکھوں، کروڑوں خرچ کرنے کے بجائے زبانی تشہیر کے ذریعے کو اپنائے اور پرنٹ والیکٹرونک میڈیا کی تشہیر سے بچنے والی رقم کو اپنے ممبران کے درمیان وضع کردہ طریقۂ کار کے مطابق تقسیم کریں۔ اِس سلسلے میں کمپنی ہر خواہش مند شخص کو پابند کرتی ہے کہ وہ زبانی تشہیر کی اس مہم کا رکن بننے کے لئے پہلے کمپنی کی کسی پروڈکٹ کو خریدے۔ پروڈکٹ کی خریداری کے ذریعے کمپنی کا رکن بنتے ہی وہ پرامیڈ اسکیم کے نظریہ کے مطابق کمیشن کمانے کا حقدار بن جاتا ہے۔ پرامیڈ انگریزی میں ''مخروطی اور اہرامی'' شکل کو کہتے ہیں۔ اس طریقۂ کار کے مطابق ہر رکن کے ابتدائی درجے میں دو اطراف بنائے جاتے ہیں پھر ان دونوں اطراف میں ہر آنے والے نئے رکن کو شامل کیا جاتا ہے، جیسے ہی ان دونوں اطراف میں مجموعی طور پر چھ ارکان ہو جائینگے، ویسے ہی پہلا رکن کمیشن کا حقدار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہوجائیگا۔ اِسے مثال کی مدد سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ فرض کریں کہ رکن A نے کمپنی کی پروڈکٹ خرید کر رکنیت حاصل کر لی اور پھر بعد میں اُس نے محنت کر کے B اور C کو پروڈکٹ خریدنے پر آمادہ کیا، اسی C نے D اور E کو جبکہ B نے F اور G کو آمادہ کیا۔ لہٰذا ان افراد کے رکن بنتے ہی پرامیڈ اسکیم میں چھ افراد مکمل ہوجائینگے ،اور A پہلا کمیشن لینے کا حقدار ہوجائے گا۔ واضح رہے کہ اِسی طرح ہر رکن کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ ہر رکن پہلے سے چوتھے کمیشن تک اِس کا مجاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹ (جو رکن بنتے ہی کھول دیا جاتا ہے) سے جتنی چاہے اور جب چاہے رقم نکال لے ،لیکن چوتھے کمیشن کے حصول کے بعد جیسے ہی وہ رکن پانچواں کمیشن حاصل کرتا ہے، وہ گولڈ واؤچر کی صورت میں محفوظ کرلیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ رکن کمپنی کی کسی بھی پروڈکٹ کو خریدنے کا پابند ہوتا ہے۔ پانچویں کمیشن کے بعد پھر چار کمیشن رکن اپنی مرضی سے استعمال کرسکتا ہے لیکن پھر پانچواں کمیشن گولڈ واؤچر کی صورت میں محفوظ کرلیا جاتا ہے یعنی ہر پانچواں کمیشن گولڈ واؤچر کی صورت میں محفوظ ہوجاتا ہے، جس کی مالیت ایک کمیشن کے برابر ہوتی ہے۔ گولڈ واؤچر کو صرف کمپنی کے پروڈکٹ خریدنے میں ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ کمپنی کی سب سے کم قیمت پروڈکٹ ''گولڈ واچ'' ہے، جو شخص گولڈ واچ خریدنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں چاہتاہے بلکہ کوئی بیش قیمت پروڈکٹ جسکی قیمت $300 سے زائد بھی ہوسکتی ہےخریدنا چاہتا ہےلیکن اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں،تووہ اس پروڈکٹ کی مد میں $60 ایڈوانس جمع کراکے بقیہ رقم کمپنی کی تشہیر کے ذریعہ حاصل ہونے والی رقم سے ادا کرتا ہے۔‘‘

شرعا کاروبار کا یہ طریقہ جائزہے یانہیں؟اوراس کاروبار میں شریک ہونے اورحاصل ہونے والی آمدنی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سائل: محمد رضوان، درجہ تخصص دارالعلوم نعیمیہ کراچی

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ملٹی لیول مارکیٹنگ (MLM) کا طریقہ کار کوئی نیا طریقہ نہیں ہے، بلکہ گذشتہ کئی سالوں میں مختلف کمپنیاں مختلف ناموں سے اسی طرح کی پروڈکٹ بنا کر مارکیٹ میں آئیں اورانعام یا کمیشن کا لالچ دیکر اپنی سستی سستی چیزیں نہایت مہنگے داموں فروخت کر کے امت مسلمہ کے ڈھیروں روپۓ سمیٹ کرفرار ہوگئیں۔سوال میں مذکور کمپنی کو دیکھ لیجئے کہ کمپنی جس گھڑی یاپروڈکٹ کوساٹھ ڈالر میں بیچ رہی ہے وہ حقیقۃ پندرہ ڈالر کی بھی نہیں۔اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ کمپنی ہر گھڑی پرصرف تیس ڈالراپنے پاس رکھتی اور بقیہ تیس ڈالراپنے کمیشن ایجنٹ کودے دیتی ہے۔پھر کمپنی کے پاس جوتیس ڈالر بچتے ہیں کمپنی ان تیس ڈالر میں سے اس پروڈکٹ کوناروے یاامریکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سے پاکستان بھیجنے کا خرچہ، کسٹمر کی ویب اکاؤنٹ کا خرچہ، رقم کی وصولی کا خرچہ اور دیگر متعدد اخراجات پر بھی خرچ کرتی ہے جو کہ کسی طرح سے پندرہ ڈالر سے کم نہیں ہونگے۔ لہذا کمپنی کو پروڈکٹ کی مد میں بچنے والی بمشکل کم وبیش پندرہ ڈالر ہونگے بلکہ راقم الحروف کو بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی گولڈ پلیٹیڈ گھڑیوں کی تیاری میں عموما پانچ سے چھ ڈالر کی لاگت آتی ہے۔ راقم الحروف نے اس سے قبل اسی قسم کی تین دھوکہ باز کمپنیوں کے بارے میں شرعی دلائل کی روشنی میں سدذرائع کے طور پر ناجائز کا فتوی لکھا تھا۔ ان میں سے ایک ''گولڈن کی Golden key کمپنی'' دوسری ''بزناس ڈاٹ کام Biznas.com'' اور تیسری ''پینٹا گوناPantagona'' کے نام سے منظر عام پر آئیں تھیں۔ آج ان میں سے کسی کمپنی کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے آخری دنوں میں ان کمپنیوں کی پروڈکٹس کمیشن کمانے کے لالچ میں بلاضرورت خریدیں، راقم الحروف نے انھیں کفِ افسوس ملتا پایا۔ بہرحال استفتاء میں مذکور کمپنی کی پروڈکٹ خریدنے اور رکن بننے کے ناجائز ہونے کی وجوہات درج ذیل سطور میں رقم کی جاتی ہیں۔

اولا:

راقم الحروف سے اس کمپنی کے طریقہ کار کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے متعدد افراد نے زبانی، تحریری اور فون کے ذریعے سے رابطہ کیا۔ تقریبا تمام افراد نے کمپنی سے متعلق وہی طریقہ کار بیان کیا جو کہ استفتاء میں مذکور ہے یعنی اگر آپ کمپنی کے ممبر بننا چاہتے ہیں تو آپ کو کمپنی کی پروڈکٹ خریدنا لازم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔ اور جب کوئی شخص پروڈکٹ خرید لیتا ہے تو وہ کمپنی کی ممبرشپ کا اہل ہوجاتا ہے۔ اس ممبرشپ کا مقصود یہ ہے کہ لوگ اس کمپنی کی پروڈکٹ خریدیں پھر دیگر لوگوں کو اس پروڈکٹ خریدنے کی ترغیب دے کر کمپنی کے زیادہ سے زیادہ ممبر بنوائیں۔ قوانین شرعیہ کی رو سے اس کمپنی کی ممبر کی حیثیت (commission agent) یعنی دلال یا سمسار کی سی ہوتی ہے، لہذا اسکا ممبر بننا گویا کہ اس سے عقد اجارہ کرنا ہے جو کہ ان کی پروڈکٹ خریدنے پر موقوف (Depend) ہے۔ راقم الحروف نے یہ ہی شرط کمپنی کی ویب سائٹ پر بھی دیکھی۔ شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "نهى رسول الله ﷺ من بيع وشرط" یعنی نبی اکرم ﷺ نے بیع میں شرط لگانے سے منع فرمایا۔ اجارہ دراصل منفعت کی بیع (Sale of Usufruct) کا نام ہے، اور یہ منفعت کی بیع ان کی پروڈکٹ کی بیع کے ساتھ مشروط ہے۔ یعنی اگر آپ ان سے عقد اجارہ کرنا چاہیں تو ان کی پروڈکٹ خریدنی ہوگی، اور ایسا کرنا نہ تو عقد کے مقتضیٰ کے مطابق ہے اور نہ ہی اس پر عرف جاری ہے چنانچہ یہ ناجائز ہے۔ امام ترمذی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "نهى رسول الله ﷺ عن بيعتين في بيعة" یعنی حضور ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس قسم کے عقود کے غیر شرعی اور ناجائز ہونے کی تصریحات سے کتب فقہ بھری ہوئی ہیں۔ شیخ الاسلام برھان الدین امام ابوالحسن بن ابوبکر رحمۃ اللہ تعالی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فرماتے ہیں۔

ومن اشتری ثوبا علی ان یقطعه البایع ویخیطه قمیصا او قباء فالبیع فاسد لانه شرط لا یقتضیه العقدوفیه منفعة لاحد المتعاقدین و لانه یصیر صفقة فی صفقة۔

(ھدایہ آخرین، صفحہ ٦٠، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ترجمہ: ''اگر کسی نے اس شرط پر کپڑا خریدا کہ بائع (Buyer) اسکو کاٹے گا اور وہی اسکو قمیص یا قباء سی کے دیگا، تو بیع فاسد (Invalid Sale) ہے کیونکہ یہ ایسی شرط ہے کہ جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا اور اس میں عاقدین میں سے کسی ایک کا فائدہ ہے، اور یہ سودے میں سودا کرنا ہے۔''

لہٰذا اس کمپنی کی پروڈکٹ خریدنا اور اسکا ممبر بننا دونوں ہی ناجائز ہے۔

ثانیا:

اس کمپنی کے طریقہء کار کے مطابق پروڈکٹ خریدنے والے کو 5 عدد گاہک (ممبران) بنانے پر کمیشن دیا جاتا ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ ''رکن A نے کمپنی کی پروڈکٹ خرید کر رکنیت حاصل کرلی، اور پھر بعد میں اُس نے محنت کر کے B اور C کو پروڈکٹ خریدنے پر آمادہ کیا، اسی C نے D اور E کو، جبکہ B نے F اور G کو آمادہ کیا۔ لہٰذا ان افراد کے رکن بنتے ہی پرامیڈ اسکیم میں چھ افراد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مکمل ہوجائینگے اور A پہلا کمیشن لینے کا حقدار ہوجائیگا۔ واضح رہے کہ اِسی طرح ہر رکن کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ ہر رکن پہلے سے چوتھے کمیشن تک اِس کا مجاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹ (جو رکن بنتے ہی کھول دیا جاتا ہے) سے جتنی چاہے اور جب چاہے رقم نکال لے''۔

قوانین شرعیہ کی رو سے کمیشن کا یہ طریقہ کار بھی جائز نہیں، کیونکہ جب رکن A نے اپنا کام کرلیا تو وہ کمیشن کا مستحق ہوگیا اب اس کمیشن کو بلاوجہ رکن C اور رکن D کے عمل کے ساتھ مشروط رکھنا شرط فاسد ہے جو کہ اس عقد اجارہ کو ناجائز کردیتی ہے۔ اگر اس اعتراض سے بچنے کے لئے کمپنی کی طرف سے یہ کہا جائے کہ کمیشن صرف رکن A کے عمل پر نہیں دیا جاتا ہے بلکہ وہ تمام ارکان کے مجموعی عمل پر رکن A کو دیا جائیگا تو وہ بھی جائز نہیں، کیونکہ کمیشن اور دلالی کا مدار عمل کی مشقت پر ہے جیسا کہ امام اہلسنت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

> ''اگر کارندہ نے اس بارہ میں جو محنت وکوشش کی وہ اپنے آقا کی طرف سے تھی، بائع کے لئے کوئی دوادوش نہ کی، اگرچہ بعض زبانی باتیں اس کی طرف سے بھی کی ہوں، مثلاً آقا کو مشورہ دیا کہ یہ چیز اچھی ہے، خرید لینی چاہیے یا اس میں آپ کا نقصان نہیں اور مجھے اتنے روپے مل جائینگے، اس نے خرید لی جب تو یہ شخص عمرو بائع (Seller) سے کسی اجرت کا مستحق نہیں کہ اجرت آنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جانے ،محنت کرنے کی ہوتی ہے، نہ بیٹھے بیٹھے دو چار باتیں کہنے، صلاح بتانے، مشورہ دینے کی ۔ردالمحتار میں بزازیہ ووالوالجیہ سے ہے الدلالۃ و الاشارۃ لیست بعمل یستحق به الاجر، وان قال لرجل بعینه ان دلتنی علی کذا فلك کذا، ان مشی له فدله فله الاجر المثل للمشی لأجله، لان ذلك عمل یستحق بعقد الاجارۃ الخ ،غمزالعیون میں خزانۃ الاکمل سے ہے اما لو دله بالکلام فلا شیء له اوراگر بائع کی طرف سے محنت وکوشش ودوادوش میں اپنا زمانہ صرف کیا تو صرف اجر مثل کا مستحق ہوگا یعنی ایسے کام میں اتنی سعی پر جو مزدوری ہوتی ہے اس سے زائد نہ پائیگا، اگرچہ بائع سے قرارداد کتنے ہی زیادہ کا ہو اور اگر قرارداد اجر مثل سے کم کا ہو تو کم ہی دلائیں گے کہ سقوط زیادۃ پر خود راضی ہو چکا، خانیہ میں ہے ان کان الدلال عرض و تعنی وذهب فی ذلك روزگاره کان له اجرمثله بقدر عنائه وعمله، اشباہ میں ہے بعه لی بکذا ولك کذا فباع فله اجر المثل ، حموی میں ہے ای ولا یتجاوز به ما سمی ، وکذا لو قال اشتر لی کما فی البزازیة ، وعلی قیاس هذا السماسرة

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

والدلالون الواجب اجر المثل كما فی الوالوالجیة

،ردالمختار میں تاتارخانیہ سے ہے فی الدلال والسمسار

یجب اجرالمثل وما تواضعوا وعلیه ان فی کل

عشرة دنانیر کذا فذلك حرام علیهم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد۷ صفحہ ۱۴۶۔۱۴۷ مطبوعہ مکتبہ رضویہ

کراچی﴾

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی مذکورہ بالا عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ مذکورہ کمپنی کے کمیشن دینے کا طریقہ ناجائز ہے کیونکہ پہلے درجے کے ممبران کے علاوہ دیگر درجے کے ممبران کے لیے تو اس نے کوئی بھاگ دوڑ نہیں کی، چنانچہ اسے ان پر اجرت یا کمیشن لینا ناجائز ہے۔ یا اس لئے ناجائز کہ اس کا کمیشن تو پہلے درجہ کے دو ارکان B اور C کے رکن بننے کی وجہ سے ثابت ہو چکا تھا پھر اسے B اور C کے عمل پر معلق رکھنا شرط فاسد ہے۔

بالفرض اگر اس ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی کے کمیشن کے نظام کو درست بھی تسلیم کرلیا جائے تب بھی اس کمپنی کا ممبر بننا جائز نہیں ہے کیونکہ استفتاء میں ذکر کیا گیا ہے کہ پانچواں کمیشن محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ اس گولڈ واؤچر Gold Voucher کو صرف کمپنی کی پروڈکٹ کو خریدنے میں ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ قوانین شرعیہ کی رو سے جب رکن کمیشن کا مستحق ہو چکا ہے تو اسے اختیار ہے چاہے وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کوئی پروڈکٹ خریدے یا نہ خریدے۔ بہرحال کمیشن کے نظام کو درست تسلیم کرنے کی صورت میں وہ اس کمیشن کا مالک ہے اور اسے پروڈکٹ خریدنے پر مجبور کرنا شرعا ناجائز وحرام ہے۔

مذکورہ بالا جواب استفتاء میں پیش کی گئی صورت کے اعتبار سے ہے۔مگر راقم الحروف نے کمپنی کی ویب سائٹ پر دیکھا کہ کمپنی پہلے درجے میں دائیں بائیں ایک ایک رکن بنا دینے پر بھی کمیشن دیتی ہے۔اس کے بعد کے درجے میں ہر جانب تین تین ممبر بنانے پر کمیشن دیتی ہے۔ بہرحال اس صورت میں بھی اس کمپنی سے جواب میں مذکور پہلی اور تیسری وجہ کی بنیاد پر کاروباری معاملہ کرنا ناجائز ہے۔

شبہات اور ان کے جوابات

بعض حضرات کے خیال میں اس قسم کے معاملات میں کوئی حرج نہیں کہ یہ جدید کاروباری طریقے ہیں اور اس میں کوئی امر فاسد نہیں۔

جواب: کاروبار کا طریقہ قدیم ہو یا جدید، بہرحال اس کے جواز کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کے بیان کردہ قوانین سے متصادم نہ ہو۔اور مسئلہ مبحوثہ سراسر ناجائز کہ یہ کئی امور فاسدہ پر مبنی ہے جیسا کہ راقم الحروف نے ابتداء میں اس کی وجوہات بیان کی ہیں۔

شبہ نمبر۲:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی پروڈکٹ خریدنے کی شرط بیع بالشرط کے زمرے میں نہیں آتی ہے کیونکہ یہاں پر بیع کو ممبر بننے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے مشروط نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ ممبر بننے کو بیع کے ساتھ مشروط کیا جا رہا ہے اور یہ دونوں دو الگ الگ معاملات ہیں ۔ حدیث مبارک میں بیع کو کسی دوسری بیع کے ساتھ مشروط کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ اِسی طرح ہمارے ہاں علمائے کرام کی سرپرستی میں حج وعمرے کی کئی ایسی اسکیمیں موجود ہیں ، جن کا ممبر بننے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی کوئی کتاب خریدی جائے۔اسی طرح آج کل ایک یا دو سال کی سروس وارنٹی کے ساتھ موبائل اور دیگر الیکٹرونک اشیاء کی خرید وفروخت ہے۔لہذا ملٹی لیول مارکیٹنگ کا ممبر بننے کے لئے کمپنی کا اپنی کسی پروڈکٹ کو خریدنے کی شرط عائد کرنا شرعاً درست ہے۔

جواب: راقم الحروف نے اس اعتراض کا جواب اس فتوی کی ابتداء ہی میں لکھ دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ کہ حدیث شریف اجارہ کو بھی شامل ہے کہ اجارہ بھی منافع کی بیع ہے۔ لہذا یہ اجارے کو شرط پر معلق کرنا ہے اور اجارے کی بھی وہی تمام شرائط ہیں جو بیع کی ہوتی ہیں سوائے چند باتوں کے جیسا کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ''فتاوی رضویہ'' میں متعدد کتب فقہ کے حوالے سے فرماتے ہیں،

> ''فتوی سابقہ میں مفصلا ثابت کر دیا گیا کہ یہ اجارہ فاسد اور اس کا فسخ واجب ہے، وہ روایات سب متعلق اجارہ تھیں، انھیں متعلق بیع کہنا ہی متعلق اجارہ ماننا ہے کہ یہاں اجارہ وبیع کا ایک ہی حکم بلکہ اجارہ معنی بیع کی ایک قسم ہے۔ارشادات علماء بر سبیل اختصار سنئے:
>
> مغنی المستفتی پھر عقود الدریہ میں ہے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

البیـع والا جـارـۃ اخوان لا ن الا جارۃ بیع المنافع یعنی بیع واجارہ بھائی ہیں اس لئے کہ اجارہ منافع کی بیع ہے۔

مختصر امام ابوالحسن قدوری وہدایۃ میں ہے،

الا جـارـۃ تـفسـدھـا الشـروط کماتفسد البیع لأ نہا بـمـنزلتـہ۔ یعنی اجارہ کوشرطیں فاسد کرتی ہیں جس طرح بیع کوکہ اجارہ بمنزلہ بیع ہے۔''

(الفتاوی الرضویہ، جلد۱۹، ص۴۶۳، مطبوعہ: مرکز اھل سنت برکات رضا انڈیا)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کے ثبوت میں ۲۸ کتب فقہیہ سے استشہاد فرمایا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،

''یہ سردست بعد منازل قمر اٹھائیس کتب معتمدہ کی روشن عبارات ہیں۔ ان عبارات جلیلہ سے واضح ہوا کہ شروط مفسدہ اجارہ کے باب میں روایات متعلقہ بیع کو ذکر کرنا عین حق وصواب ہے۔''

(الفتاوی الرضویہ، جلد۱۹، ص ۴۶۵، مطبوعہ: مرکز اھل سنت برکات رضا انڈیا)

نیز فقہی قاعدہ ہے کہ کوئی بھی معاملہ جو از قبیلِ تملیک ہو، اسے مشروط کرنا قمار کے حکم میں داخل ہے حتی کہ نکاح کو بھی شرط پر معلق کرنا جائز نہیں۔ اور اجارہ تو سراسر عقد مالی ہے کہ اجارے میں منفعت بھی مال ہے، اور جو کچھ اس کے عوض میں دیا جائیگا وہ بھی مال ہے۔ ان قوانین کی روشنی میں ممبر شپ کو بھی عقد بیع کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات سے استشہاد کرنا کہ ہمارے علماء کی سرپرستی میں کئی حج وعمرہ کی اسکیمیں ہیں کہ جن کا ممبر بننے کے لئے ان کی کتاب خریدنا ضروری ہے تو واضح رہے کہ راقم الحروف اور دیگر اہل تحقیق کا اس بارے میں یہی مؤقف رہا کہ یہ اسکیمیں ناجائز ہیں۔ اور آج اس کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے کہ جن کاروانوں نے یہ کام شروع کیا آج وہ لاکھوں کروڑوں کے قرضوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں، بعض تو کارواں بند کرکے پردہ نشین ہوگئے اور بعض نے اپنا کاروان دیگر لوگوں کو بیچ کر جان چھڑالی۔ اور جن لوگوں نے اس ناجائز اسکیم کے تحت سستے اور آسان عمرہ وحج کی امید میں پیسے دیئے وہ افسوس کررہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ناجائز کام کا یہی انجام ہوتا ہے۔ جہاں تک اس بات سے استشہاد کرنا کہ آج کل بعض الیکٹرونک اشیاء کی خرید کے ساتھ سال یا دوسال کی مفت سروس کی آفر کی جاتی ہے تو راقم الحروف کی نظر میں یہ قیاس درست نہیں، کیونکہ راقم الحروف نے آج تک کسی کو نہ دیکھا نہ سنا کہ فلاں شخص کو موبائل کی فری سروس کی ضرورت تھی لہٰذا اس نے فری سروس حاصل کرنے کے لئے موبائل یا کوئی اور الیکٹرونک شی بلاضرورت خریدلی، بلکہ تجربہ اور عقل سلیم یہی بتاتی ہے کہ اس قسم کے معاملات میں وہی موبائل یا الیکٹرونک آئٹم ہی مقصود ہوتا ہے نہ کہ صرف سروس۔ وہ فری سروس تو اس الیکٹرونک آئٹم کو مخصوص کمپنی یا مخصوص دکان سے خریدنے کی صرف ترغیب (Incentive) بنتی ہے۔ جبکہ مسئلہ مجوثہ میں لوگ کمپنی کی پروڈکٹ نہیں خریدنا چاہتے بلکہ گھر بیٹھے کمیشن کمانے کے لئے بلاضرورت ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سستی اشیاء کو نہایت مہنگے داموں میں مجبوراً خریدتے ہیں۔ اور بالفرض اگر کوئی خوشدلی سے بھی خریدے تو بھی دیگر ناجائز امور کی وجہ سے اس کمپنی کا ممبر بننا ناجائز رہے گا۔

شبہ نمبر۳:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بیع کی طرف مائل کرنے کا ایک خاص انداز ہے نہ کہ بیع کی کوئی شرط، اس لئے کہ جب رکن A پروڈکٹ خرید لے تو اس پر لازم نہیں کہ وہ آئندہ کمپنی کے لئے کام بھی کرے، لہذا یہ شرعاً جائز ہے کیونکہ شرط فاسد سے خرید و فروخت میں خرابی آتی ہے کسی غیر مشروط آفر سے نہیں۔ پھر اگر A اپنی مرضی سے کام کرے اور لوگوں میں کمپنی کی تشہیر کرے اور ساتھ ساتھ بیع کی طرف مائل کرنے کے لئے کمپنی کی آفر بھی بتائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

جواب: ان حضرات نے سادہ لوحی سے غور کیا تو انھیں دونوں معاملے غیر مشروط نظر آئے، حالانکہ اگر یہ کسٹمر کی نظر سے اس معاملے پر غور کرتے اور کمپنی کی ویب سائٹ کو دیکھ لیتے تو انھیں واضح ہو جاتا کہ یہ سراسر اجارہ یا کمیشن بشرط البیع ہی کا معاملہ ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ کمپنی نے جو طریقہ کار وضع کیا ہے وہ سراسر کمیشن اور کاروبار کے لالچ پر مبنی ہے۔ کمپنی نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی پروڈکٹس کو بیچنے کے لئے جو الفاظ لکھے ہیں وہ انگلش میں ہیں اور ان کا مفہوم یہ ہے کہ،

"ہماری کمپنی آپ کو گھر بیٹھے نفع بخش کاروبار میں مدد دیتی ہے۔

حالیہ طور پر گھر بیٹھے کام کرنے کے بہت وسیع مواقع ہیں۔ چنانچہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اب کاروبار میں شامل ہونے کا بہترین وقت ہے اور اپنا کاروبار بڑھانا شروع کریں۔ ہماری کمپنی میں آپ جو کام کریں گے وہ آپ کو آپ کے خاندان کو آئندہ کئی سالوں تک باربار آمدنی مہیا کرے گا۔ ایک مرتبہ آپ جو کاروباری منصوبہ اختیار کرلیں گے تو آپ کو صرف اس کو ترقی دینے کی ضرورت ہے ۔آپ آزادانہ طور پر اس ویب سائٹ پر موجود کاروباری ذرائع کا استعمال کریں۔آپ کا کاروبار اچھا ہو۔اگر آپ کسی ایماندارانہ اون لائن کاروبار کی تلاش میں ہیں تو ہماری کمپنی بہترین انتخاب ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ کمپنی کا مقصد تو اپنی پرڈ کٹ بکوانا ہے مگر آنے والا بدھوتو کاروبار کی لالچ میں آئے گا اور جب وہ اس گھر بیٹھے منافع بخش کاروبار میں شامل ہونا چاہے گا تو اس کے لئے ضروری ہے وہ ان سے بیع کرے یعنی ان کی پروڈکٹ خریدے ورنہ اسے اس آسان کاروبار میں شامل ہونے کا موقع نہیں مل سکتا۔اب اس کسٹمر کے حق میں یہ کمیشن بشرط البیع یا اجارہ بشرط البیع ہوگا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ کسٹمر کو اس کمپنی کی اشیاء خریدنے کی کیا ضرورت پڑی؟ یہ اشیاء تو نہایت آسانی سے کم قیمت پر اپنی پسند کے مطابق یہاں بھی دستیاب ہوسکتی ہیں۔ یہ بلا وجہ کمپنی کی من مانی اشیاء، کمپنی کے من مانے دام میں کیوں خریدے؟ بات صرف یہی ہے کہ لوگ بے روزگاری سے پریشان ہیں، انھیں گھر بیٹھے کاروبار کرنے کا موقع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیا جارہا ہے لہذا وہ اس کاروبار میں شامل ہونے کے لئے ان کی شرط (یعنی پروڈکٹ خریدنے) پر مجبور ہیں۔

شبہ۴:

بعض حضرات کے خیال میں کمپنی کی طرف سے ملنے والا کمیشن اجرت یا کمیشن نہیں بلکہ انعام ہے۔

جواب: اس کمیشن کو مطلقا انعام سمجھنا درست نہیں کیونکہ انعام تو اسے کہا جاتا ہے کہ جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بدل (compensation) نہ قرار دیا گیا بلکہ وہ بطور احسان کسی کو دیا گیا ہو جیسا کہ علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

هی ما قصد به الاحسان و النفع لا لغرض ولا لعوض۔

ترجمہ: ''جس کے ذریعے احسان اور نفع پہنچانے کا قصد کیا جائے نہ کہ کسی غرض اور عوض کے بدلے میں۔''

جبکہ یہاں تو خود کمپنی اس پر عقد اجارہ کر رہی ہے نیز اسے کمیشن قرار دے رہی ہے، اور کمیشن اجرت ہی کا تو نام ہے اسے انعام کسی صورت میں نہیں کہا جا سکتا ۔قواعد شرعیہ کی رو سے عقود میں معنی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ الفاظ کا، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''الاعتبار للمعنی لا للألفاظ ، صرحوابه

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فـی مـواضـع: مـنهـا الكفـالة فهـی بشـرط بـرأة الاصيـل حـوالة ، وهـی بشـرط عدم براء ته كفالة ....وتـنـعـقد الاجارة بلفظ الهبة والتـمـليك ، كـمـا فـی الـخـانيه وبلفظ الصلح عن المنافع و بلفظ العارية ۔''

(الاشباہ والنظائر مع غمز العیون البصائر جلد۲ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸ ادارة القران کراچی)

ترجمہ:- عقود میں اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا، اور اسکی علماء نے کئی مقامات پر تصریح فرمائی ہے۔ اسی میں سے کہ عقد کفالت اگر اصیل کی براءت کی شرط کے ساتھ کیا جائے تو وہ کفالت نہیں بلکہ حوالہ ہوگا، اور اگر حوالہ اصیل کی عدم براءت کی شرط سے کیا جائے تو وہ حوالہ نہیں بلکہ عقد کفالت ہوگا.........................اور عقد اجارۃ ہبہ اور تملیک کے لفظ سے بھی منعقد ہو جائیگا۔

امام اہلسنت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان فرماتے ہیں کہ

''واز ہمیں قبیل ست تقرر معاوضه وبدل بر عمل ، اگـرچـه اجـرتـش نگويند وبنام انعام تعبير كنند فـان الـمعانی هو المعتبر فی هذه العقود كما نص

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عليه فی الهداية وغيرها''

ترجمہ:''اوراسی قبیل سے ہے معاوضہ کا تقرر کرنا اورعمل کے مقابلے میں بدل کا تقرر کرنا اگرچہ اسے انعام کہیں اجرت نہ کہیں''۔

(الفتاوی الرضویہ،جلد 19،صفحہ 469،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ہاں البتہ پہلے درجے کے بعد کے ارکان پر بلامحنت جو کمیشن مل رہا ہے وہ انعام کی تعریف میں داخل ہے کہ بلا بدل مل رہا ہے مگر یہ انعام لینا کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ اس انعام کو حاصل کرنے کے لئے کئی عقود فاسدہ سے گذرنا پڑتا ہے، اور کتنے ہی مسلمانوں کو اس کمپنی کا شکار بنانا پڑتا ہے،جیسا کہ فتویٰ کی ابتداء میں بیان کیا گیا۔ چونکہ یہ انعام شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کے نتیجے میں مل رہا ہے لہذا یہ انعام لینا بھی ناجائز ہے۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کے عقود سے گریز کریں اور لالچ میں گرفتار ہوکر اپنی دنیا و عاقبت نہ خراب کریں۔

شبہ نمبر۵:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کمپنی کا کمیشن لینا جائز ہے کہ یہ غیر مسلموں کی کمپنی ہے اور غیر مسلموں سے بغیر جھوٹ اور دھوکے سے جو ملے، لے سکتے ہیں۔

جواب: یہ بات تو درست ہے کہ غیر مسلموں سے بغیر دھوکہ وجھوٹ ان کی اپنی مرضی سے مال ملے تو لینا جائز ہے مگر یہاں یہ امر غور طلب ہے کہ یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ غیر مسلموں کی کمپنی ہے یا اس میں کسی مسلمان کا حصہ نہیں؟ کیا اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کمپنی کا تعلق کسی غیر مسلم ملک سے ہونا اس کے غیر مسلموں کی ملکیت ہونے کے لئے کافی ہے نیز مسلمانوں کے حصہ کے منافی ہے؟ اس امر کا جاننا نہایت ضروری ہے۔اس کی تحقیقی معلومات کے بغیر اسے غیر مسلموں کی کمپنی کہنا درست نہ ہوگا۔عموما سائلین اپنا مطلب نکلوانے کے لئے کچھ کا کچھ لکھ دیتے ہیں۔ایسے مواقع پر مفتی کے لئے احتیاط ضروری ہے۔

بہرحال اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ غیر مسلم کی کمپنی ہے اور اس میں کسی مسلمان کا کوئی حصہ (شیئر) نہیں تو پھر بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کمیشن کے لالچ میں دیگر مسلمانوں کو ایسی کمپنی کا رکن بننے کی ترغیب دے کہ جس کے معاملات امور فاسدہ پر مبنی ہوں اور خاص کر وہ پیسہ بھی بے روزگار مسلمان عوام کو کاروبار کی لالچ میں پھانس کر بیع کے حیلے کے ذریعے نہایت سستی چیزوں کو نہایت مہنگے داموں فروخت کر کے حاصل کیا جارہا ہو۔ یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت کرتا چلوں کہ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ جب حیلہ ہو گیا تو وہ مال کمپنی کی ملکیت ہو گیا اور کمپنی غیر مسلم کی ہے لہذا کمپنی سے کمیشن لینا غیر مسلم سے کمیشن لینا ہے اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے علماء نے حیلہ کی دو اقسام بیان کیں ہیں، ایک قسم جائز اور حسن نیت سے باعث ثواب، اور دوسری ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔اور اس کمپنی کا اپنی سستی چیزوں کو کاروبار کا لالچ دے کر مسلمانوں کے ہاتھوں مہنگے داموں بیچنا حیلے کی دوسری قسم ہی کے تحت آئے گا کہ مسلمان کا نقصان کر کے غیر مسلم کو نفع پہنچانا ناجائز ہے۔ چنانچہ جتنے لوگ اپنے کمیشن کے لالچ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں اس کمپنی کے لئے مسلمان گاہکوں کو شکار کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے بدخواہ ہیں اور مسلمان سے بدخواہی حرام ہے۔ اور مسلمانوں کو کمیشن کے فریب میں ڈال کر غیر مسلموں کے کاروبار کو ترقی دینے کے لئے حیلے بیان کرنے والے حضرات کو مفتی ماجن کی تعریف میں غور کر لینا چاہیے۔

شبہ نمبر۶:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کمپنی کے لئے گاہک لانے کی آمدنی نہ تو عقد اجارہ کے تحت داخل ہے اور نہ ہی کمیشن ہے بلکہ یہ 'جعالہ' کا معاملہ ہے۔ اور عقد جعالہ کا جواز سورہ یوسف کی آیت نمبر ۷۲ اور صحیحین کی بعض روایات سے ثابت ہے۔

جواب: اولا: اگر ان حضرات کی رائے کے مطابق اسے عقد جعالہ بھی سمجھ لیا جائے تب بھی ہمارے لئے اس کمپنی کا کمیشن جائز نہیں، کہ حنفی مذہب میں عقد جعالہ جائز نہیں جیسا کہ دکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں،

"وهی جائزة عندالجمهور غیرالحنفیة ۔"

ترجمہ: عقد جعالہ جمہور کے نزدیک جائز ہے سوائے حنفیہ کے۔"

(المعاملات المالیۃ المعاصرۃ صفحہ:۷۸ مطبوعہ: دارالفکر بیروت)

یہ ہی وجہ ہے کہ متقدمین فقہاء حنفیہ کی کتب بشمول متون وشروح وفتاوی میں "جعالہ" کہ نام سے کوئی باب نہیں ملتا۔ اور سورہ یوسف کی آیت ۷۲ سے حنفیہ کے نزدیک جعالہ نہیں بلکہ اجارہ ہی ثابت ہوتا ہے، بلکہ حنفی مفسرین نے اس آیت میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اجارہ کا انکار کرنے والوں کا نا صرف رد فرمایا بلکہ اس پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات بھی لکھے ہیں۔علامہ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں،

”فان قيل ان هذا لم يكن اجارة لان الاجارة لاتصح على حمل بعير وان كانت اجارة فهى منسوخة لان الاجارة لاتجوز فى شريعة نبينا صلى الله عليه وآله وسلم الاباجر معلوم۔ قيل له هو اجر معلوم لان حمل بعير اسم لمقدار ما من الكيل والوزن كقولهم كارة ووقر ووسق۔“

(احکام القرآن ج۲ صفحہ ۱۷۵ مطبوعہ: سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: پس اگر اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں اجارے کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اجارہ اونٹ پر لدے بوجھ کے بدلے میں جائز نہیں، اور اگر یہ اجارہ بھی ہوتو منسوخ ہے کیونکہ ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں اجارہ جائز نہیں مگر یہ کہ اس کی اجرت معلوم ہو۔اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آیت مبارکہ میں مذکور اجرت بھی معلومہ ہے کیونکہ ان کے یہاں اونٹ پر لدا بوجھ نام ہے مخصوص کیل و وزن کا جیسے ان کا کہنا کارہ، وقر اور وسق۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

”أى ضامن فالزم نفسه ضمان الأجرة لردالصاع، وهذا أصل

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
for more books click on the link

http://ataunnabi.blogspot.in

فی جواز قول القائل : من حمل هذا المتاع لموضع کذا فله درهم وأنه اجارة جائزة وان لم یشارط رجلا بعینه وکذا قال محمد بن الحسن فی السیر الکبیر ولعل حمل البعیر کان قدرا معلوما فلا یقال : ان الاجارة لا تصح الا باجر معلوم ۔ ‘‘

(روح المعانی ج۷ صفحہ ۳۷ مطبوعہ: مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: ’’یعنی ضامن ہے چنانچہ انھوں نے پیمانے (یوسف علیہ السلام کا صاع) کو لوٹانے کی اجرت کا اپنے اوپر التزام کیا۔ اور یہ اصل ہے اس قائل کے قول کے لئے جو کہے ’’اس سامان کو جو بھی فلاں جگہ پہنچادے اس کے لئے ایک درہم ہے‘‘۔ یہ بھی جائز اجارہ ہے اگرچہ اس نے کسی متعین شخص سے شرط نہیں کی، اسی طرح محمد بن الحسن نے سیر کبیر میں ارشاد فرمایا ہے۔ شاید اونٹ کا بوجھ ان کے نزدیک ایک معلوم مقدار تھی چنانچہ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ اجارہ تو قدر معلوم کے بغیر درست نہیں ہوتا۔‘‘

اور حدیث کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دم کرنے پر مال ملا، سے حنفی علماء نے اجرت ہی کا استدلال کیا ہے۔ تطویل سے بچنے کے لئے راقم الحروف نے حدیث کے حوالہ جات نقل نہیں کئے ورنہ جو دیکھنا چاہے وہ کتب احادیث کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

ثانیا: اگر فی زمانہ عرف وتعامل کی بناء پر مان لیا جائے کہ عقد جعالہ جائز ہے تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بھی اس کمپنی کا کمیشن لینا جائز نہیں کیونکہ راقم الحروف کے نزدیک اسے عقد جعالہ پر محمول کرنا درست نہیں۔ ہمارے فقہاء نے عقد جعالہ کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس تعریف کا اطلاق اِس کمیشن پر نہیں ہوتا ہے۔ فقہاء کی بیان کردہ تعریف کے مطابق عقد جعالہ کا اطلاق صرف اسی کام پر ہوسکتا ہے جسے بعض شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے اجارہ کے تحت داخل نہ کیا جاسکے اور اس کا حصول مشکل ہو، نیز اس کی ضرورت بھی ہو۔ امام قرطبی سورہ یوسف کی آیت نمبر۷۲ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں،

''قال بعض العلماء فی هذه الآية دليلان : أحدهما جواز الجعل وقد أجيز للضرورة ، فانه يجوز فيه من الجهالة مالايجوز فی غيره ، فاذا قال الرجل : من فعل كذا فله كذا صح۔ وشأن الجعل أن يكون أحدالطرفين معلوما والآخر مجهولا للضرورة اليه ، بخلاف الاجارة ۔ فانه يتقدر فيها العوض والمعوض من الجهتين، وهومن العقود الجائزة التی يجوز لأحدهما فسخه الا ان المجعول له يجوز أن يفسخه قبل الشروع،و بعده اذا رضی باسقاط حقه، وليس للجاعل أن يفسخه اذا شرع المجعول له فی العمل ، ولايشترط فی عقد الجعل حضور العاقدين ، كسائر العقود، لقوله تعالىٰ،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

[ولمن جاء به حمل بعير] وبهذا كله قال الشافعی۔" (جامع البیان فی تفسیر القرآن ،سورہ یوسف۷۲،پ۱۳)

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں دو دلیلیں ہیں۔ ایک جُعل کا جواز ہے جوکہ ضرورت کے تحت جائز رکھا گیا ہے۔ پس اس میں کچھ جہالت جائز ہے جو اس کے غیر (یعنی اجارہ) میں جائز نہیں۔ پس جب کوئی کہے کہ جو ایسا ایسا کرے اس کے لئے ایسا ایسا ہے تو یہ عقد درست ہے۔ جعل میں ایک جانب معلوم ہونا چاہیے اور دوسری جہت غیر معلوم کیونکہ اس کی ضرورت پیش آجاتی ہے برخلاف اجارہ کے کیونکہ اس میں جانبین کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جعالہ ان جائز عقود میں سے ہے کہ جس میں کسی بھی فریق کو فسخ کا اختیار ہوتا ہے۔ ہاں البتہ مجعول لہ (جس کے لئے انعام رکھا گیا) کو اختیار ہے کہ شروع کرنے سے پہلے بھی فسخ کرسکتا ہے اور بعد میں بھی کیونکہ وہ خود اپنا حق ساقط کرنے پر راضی ہوگیا، جبکہ جاعل (انعام دینے والے) کے لئے جائز نہیں ہے کہ مجعول لہ کے عمل کی ابتداء کے بعد اپنی مرضی سے فسخ کردے۔ عقد جعالہ میں دیگر عقود کی طرح فریقین کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اللہ تعالٰی کے فرمان کی وجہ سے "ولمن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جاء به حمل بعیر ‘‘ یہ سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

امام قرطبی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جعالہ انھیں عقود میں ضرورۃ جائز ہے جنھیں بعض شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے عقد اجارہ کے تحت داخل نہ کیا جاسکے۔ دکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں،

’’الجعالة أو الوعد بجائزة : التزام عوض معلوم علی عمل معین أو مجهول ، عسر علمه ، کالتزام مکافأة لمن یحفظ القرآن أو یتفوق فی النجاح فی دراسته، أولمن یکتشف علاجا لمرض عضال کالسرطان ونحوه ، أو لمن یثبت شجاعة فی دحر قوات العدو وتحطیم آلیاته أو طائراته ۔‘‘

(المعاملات المالیۃ المعاصرۃ صفحہ:۷۸ مطبوعہ: دارالفکر بیروت)

ترجمہ: ’’جعالہ یا انعام کا وعدہ دراصل نام ہے اپنے اوپر معلوم عوض کو لازم کر لینے کا کسی عمل معین یا مجھول کہ جسکا علم مشکل ہو (ظنی) کے بدلے میں، جیسے قرآن حفظ کر لینے والے یا اپنی پڑھائی میں اچھے نمبروں سے پاس ہونے والے یا کسی سخت مشکل مرض مثلا کینسر کا علاج کرنے والے یا اس کے مثل دیگر معاملات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں کامیاب ہونے کے لئے یا دشمن کے مقابلے میں شجاعت دکھانے والے یا اس کے ہتھیاروں یا طیاروں کو تباہ کرنے کے لئے۔''

دکتور وھبہ زحیلی کی بیان کردہ تعریف اور مثالوں سے بھی ظاہر کہ عقد جعالہ کا اطلاق انھیں امور پر کیا جا سکتا ہے کہ جن کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہو۔ لہذا مذکورہ بالا بیان کردہ دونوں تعریفات کی روشنی میں مذکورہ کمپنی کے کمیشن کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اس کمپنی کے لئے گاہک لانا نہ تو ضرورت کے تحت داخل ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مشکل کام ہے کہ جس کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہو۔ راقم الحروف کے خیال میں کمپنی سے ملنے والی آمدنی واضح طور پر سمسرہ (کمیشن ایجنٹی) کے تحت داخل ہے جیسا کہ سمسرہ کی تعریف سے ظاہر ہے۔ دکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں،

''السمسرة : هی الوساطة بين البائع والمشتری ، لابرام العقد، أو تسهيل الصفقة أو بين الخادم والمخدوم لتقديم خدمة ۔ والقائم بهذا العمل يسمی سمسارا أو دلالا: وهو الوسيط بين الطرفين المذكورين، أو الساعی لواحد منهما۔ ''

(المعاملات المالية المعاصرة صفحہ ۴۵۱ مطبوعہ: دار الفکر بیروت)

ترجمہ: ''دلالی (آڑھت) فروخت کرنے والے اور خریدار کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

درمیان واسطے کا نام ہے، جو عقد کو پختہ کرنے یا سودے کو آسان کرنے کے لئے ہوتا ہے یا نوکر و مالک کے درمیان خدمت مہیا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔اس کام کو کرنے والے کو سمسار یا دلال (آڑھتی یا کمیشن ایجنٹ) کہا جاتا ہے۔ یہ جانبین کے درمیان واسطہ ہوتا ہے یا کسی ایک کے لئے کام کرتا ہے۔''

ظاہر ہے کہ کمپنی کا کسٹمر کمپنی اور نئے لوگوں کے درمیان خرید و فروخت کا معاملہ کرواتا ہے اور کمپنی کے لئے کام کرتا ہے لہذا اسے بھی کمیشن ایجنٹ یا دلال ہی کہا جائے گا نہ کہ صرف اس کی ناجائز آمدنی کو حلال کرنے کے لئے سمسرہ کی تعریف سے صرف نظر کرتے ہوئے اسے عقد جعالہ کہہ دیا جائے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی عفی عنہ

۲۲ شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ، 14 کتوبر 2010ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari